احکام الزکاۃ

تحریر و ترتیب: حافظ شبیر احمد

تعریف الزکاۃ لغتہ:۔

علماء لغتہ کے ہاں زکاۃ کے معنی "نمو" اور "زیادتی" کے ہیں جیسا کہ عربی میں مثال ہے۔

"زکا الزرع اذا نما و زاد"

اس کے علاوہ تین اور معنوں پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

(۱) تطہیر:۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ "قد افلح من زکھا" (الشمس آیتہ ۹)

(۲) مدح:۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ فلا تزکوا انفسکم (النور / آیتہ ۶۰)

(۳) صلاح:۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے "شاھد زاکی ای صالح و رائد فی الخیر"

تعریف الزکاۃ شرعا

"حق مالی واجب فی مال مخصوص لطائفتہ مخصوصتہ فی زمن مخصوص" یعنی ایسا مالی حق جو کہ واجب ہے خاص مال میں خاص لوگوں کیلئے خاص زمانہ میں یا اس طرح بھی کہا گیا ہے کہ زکوۃ اس مال کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے اس کے حقداروں کے لئے نکالا جائے۔

حق مالی واجب :۔ وہ جسے اللہ نے مقررہ مال ہونے پر ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ مثلاً سونا جب ساڑھے سات تولہ ہو تو اس کا چالیسواں حصہ فرض ہے۔ اس طرح دیگر اشیاء ہیں۔

مال مخصوص :۔ وہ مال ہیں جو جب بھی اپنے نصاب کو پہنچے تو اس پر مقررہ حصہ ادا کرنا واجب ہو جائے جیسے سونا' چاندی' مال تجارت' زرعی پیداوار' مویشی' کان اور دبے ہوئے خزانے کہ جب یہ مقررہ نصاب کو پہنچیں تو ان میں زکوۃ واجب ہو جائے گی۔

طائفتہ مخصوصتہ :۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ نے قرآن پاک میں کیا ہے

فقراء، مساکین، عاملین وہ لوگ جن کی تالیف قلبی مقصود ہو۔ غلام آزاد کرانا، فی سبیل اللہ، مقروض اور مسافر، یہ سب اس طائفہ میں شامل ہیں جن کو زکوۃ دی جا سکتی ہے۔

زمن مخصوص :۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس مقررہ مال پر ایک سال بھی گزر چکا ہو۔

حکم الزکاۃ زکوۃ کس سال فرض ہوئی اس میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں مکہ میں، بعض کہتے ہیں ہجرت کے بعد، پھر ان میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں دو ہجری کو ہوئی اور بعض کہتے ہیں آٹھ ہجری کو ہوئی۔ صحیح بات زکوۃ کا حکم مکہ میں نازل ہوا جیسا کہ قرآنی آیات جو کہ مکی ہیں سے ثابت ہے۔ اسی طرح ہجرت حبشہ کے موقع پر حضرت جعفر طیار کے الفاظ۔ کہ ہم زکوۃ دیں۔ تو نصاب پورا ہونے پر زکوۃ فرض ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ اور "خذ من اموالھم صدقۃ"

حدیث میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ واقام الصلوۃ و ایتاء الزکوۃ والحج وصوم رمضان (متفق علیہ) -

اسی طرح عن بن عباس رضی اللہ عنھما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما بعث معاذا الی الیمن قال انک تاتی قوما من اھل الکتاب فلیکن اول ما تدعوھم الیہ شھادۃ ان لا الہ الا اللہ و فی روایتہ الی ان یوحدوا اللہ ۔ فان ھم اطاعوک لذلک فاعلمھم ان اللہ افترض علیھم خمس صلوات فی کل یوم ولیلتہ فان ھم اطاعوک لذلک فاعلمھم ان اللہ افترض علیھم صدقتہ تو خذ من اغنیائھم فترد علی فقرائھم " فان ھم اطاعوک لذلک فایاک و کرائم اموالھم و اتق دعوۃ المظلوم فانہ لیس بینھا و بین اللہ حجاب متفق علیہ)

اسی طرح اس کی فرضیت پر اجماع امت ہے۔ اور امت میں سے آج تک کسی نے بھی

اس کے اسلام کا رکن ہونے سے انکار نہیں کیا۔ ابو الطیب القنوجی روضۃ الندیہ میں لکھتے ہیں.
ھی فریضتہ من فرائض الدین ورکن من ارکانہ و ضروری من ضروریاتہ و لکنھا لا تجب الافیھا اوجب فیہ الشارع الزکاۃ من الاموال فتاوی عالمگیریہ میں ہے ھی فریضتہ من فرائض اللہ تعالی محکمتہ یکفر جاھد ھاویقتل مانعھا کہ یہ محکم فریضہ ہے۔ اس کا انکار کرنے والا کافر ہے اور اسے روکنے والا قتل کیا جائے گا۔

قرآنی آیات سے استدلال

(۱) واقیموا الصلوۃ واتوا الزکاۃ وارکعوا مع الراکعین (بقرہ / ۴۳)
(۲) واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ (بقرۃ / ۱۱۰' بقرہ ۸۳) نساء / ۷۷)
(۳) خذ من اموالھم صدقتہ تطھرھم و تزکیھم بھا (توبہ / ۱۰۳)
(۴) فاقیموا الصلوۃ واتوا لزکوۃ واعتصموا باللہ (الحج)
(۵) واقیموا الصلوۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون (النور ۵۶)
(۶) وما آتیتم من زکوۃ تریدون وجہ اللہ (الروم / ۳۹)
(۷) واقمن الصلوۃ واتین واطعن اللہ ورسولہ (الاحزاب / ۳۳)
(۸) فاقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ واطیعوا اللہ ورسولہ (المجادلتہ / ۱۳)
(۹) واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ واقرضوا اللہ قرضا حسنا (المزمل / ۲۰)
(۱۰) وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء و یقیموا الصلواۃ و یئوتوا الزکوۃ وذلک دین القیمتہ (البینتہ / ۵)

پہلی امتوں پر بھی زکوۃ فرض تھی۔

یہ وہ آیات تھیں جو وجوب زکوۃ پر دلالت کرتی ہیں۔ زکوۃ تو پہلی امتوں پر بھی واجب

تھی جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

(۱) ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل .... لئن اقمتم الصلوۃ و اتیتم الزکوۃ.... الخ (المائدہ/ ۱۲)

(۲) قال انی عبد اللہ ..... واوصانی بالصلوۃ والزکوۃ مادمت حیا (مریم/ ۳۱)

(۳) واذکر فی الکتب اسماعیل ..... وکان یامر اھلہ بالصلوۃ والزکوۃ.... الخ (مریم/ ۵۵)

(۴) ووھبنا لہ اسحاق و یعقوب .... واوحینا الیھم فعل الخیرات و اقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ (انبیاء/ ۷۳)

منکرین زکوۃ کیلئے سخت وعید ہے :-

جیسا کہ قرآن پاک میں ہے والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم (توبہ/ ۳۴، ۳۵) وویل للمشرکین الذین لا یوتون الزکوۃ........ الخ (حم السجدۃ/)

مومنین کی صفت ہے :-

مومن کی صفت ہونے پر بہت سی آیات دلالت کرتی ہیں۔ میں چند ایک ذکر کروں گا۔ والذین ھم للزکوۃ فاعلون (المومنون/ ۴) رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ و اقام الصلوۃ و ایتاء الزکوۃ...... الخ (النور النحل/ ۳۷) واقام الصلوۃ واتی الزکوۃ (بقرۃ ۱۷۷) ان الذین اٰمنوا و عملوا الصلحت واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ..... الخ (بقرہ/ ۲۷۷)

ان کے علاوہ اور بھی بیسیوں آیات ہیں۔ بلکہ حکام کی بھی صفت ہے کہ الذین ان مکنّٰھم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر (الحج/ ۴۱)

احادیث سے استدلال :-

(۱) ان للہ قد فرض علیهم صدقتہ توخذ من اغنیائهم فترد علی فقرائهم (بخاری و مسلم' احمد' ابو دائود' نسائی' ترمذی' ابن ماجہ)

(۲) مامن صاحب ذهب ولا فضتہ لایئودی منها حقها الا اذا کان یوم القیامتہ صفحت لہ صفائح من نار الحدیث (مسلم)

(۳) من اتاه اللہ مالا فلم یؤد زکوة مثل لہ مالہ' یوم القیامتہ شجاعا اقرع لہ زبیبتان یطوقہ' یوم القیامہ۔(بخاری)

(۴) مامن رجل یکون لہ ابل او بقر او غنم لایؤدی حقها الا اتی بها یوم القیامتہ اعظم مایکون واسمنہ تطأه باخفافها وتنطحہ بقرونها کلما جازت اخراها ردت علیہ اولٰها حتی یقضی بین الناس (متفق علیہ)

(۵) اذا اتاکم المصدق فلیصدر عنکم و هو عنکم راض (مسلم) ای ادوا زکوتکم تامتہ حتی یصدر ای یرجع عنکم راضیا

(۶) بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبده و رسولہ واقام الصلوة وایتاء الزکوة والحج وصوم رمضان (متفق علیہ)

(۷) یکون کنز احدکم یوم القیامتہ شجاعا اقرع یفر منہ صاحبہ' و یطلبہ حتی یلقمہ اصابعہ (احمد)

(۸) ما خالطت الزکوة مالا قط الا اهلکتہ (الشافعی' البخاری فی تاریخہ' والحمیدی وزاد قال یکون قد وجب علیک صدقہ فلا تخرجها فیهلک الحرام الحلال)

(۹) امرت إن اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ وان محمد

الرسول اللہ و اقام الصلوۃ و ایتاء الزکوۃ.....(الحدیث' بخاری و مسلم' احمد)

(۱۰) دور صدیقی میں جب کچھ لوگ زکاۃ سے منکر ہو گئے تو انہوں نے کہا تھا واللہ لا قاتلن من فرق بین الصلوۃ و الزکوۃ فان الزکوۃ حق المال' واللہ لو منعونی عناقا کانوا یئودونھا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتھم علی منعھا قال عمر فواللہ ماھو الا رایت ان اللہ شرح صدر ابی بکر للقتال فعرفت انہ الحق (متفق علیہ)

امام خطابی اس حدیث کے بعد لکھتے ہیں کہ چار قسم کے لوگ تو جن سے حضرت ابو بکر صدیق نے جنگ کی تھی بعض مرتد اور بعض نے نماز اور زکوۃ کا انکار کیا بعض نے صرف زکوۃ کا انکار کیا۔ بعض نے کہا تھا بیت المال کو نہیں دیں گے۔ (مختصر المعالم السنن)

مصارف الزکاۃ

مصارف الزکاۃ آٹھ ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔ انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیھا والمئولفتہ قلوبھم و فی الرقاب والغارمین و فی سبیل اللہ و ابن السبیل (التوبہ/۶۰)

ابو داؤد میں ایک روایت ہے "اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبایعتہ' فاتی رجل فقال اعطنی من الصدقہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لم یرض بحکم نبی ولا غیرہ فی الصدقات حتی حکم فیھا فجزاھا ثمانیتہ اجزاء فان کنت من تلک الاجزاء اعطیتک (فی اسنادہ عبد الرحمن بن زیاد بن انعم الافریقی و فیہ مقال)

(۱) **فقیر :-**

امام شافعیؒ کہتے ہیں جس کے پاس مال نہ ہو اور نہ ہی کمائی کا ذریعہ جبکہ امام ابو حنیفہؒ

فرماتے ہیں کہ وہ ہے جس کے لئے کوئی چیز نہ ہو جو نصاب کو نہ پہنچ سکے اور وہ محتاج ہو۔

۲۔ مسکین :۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں جس کے پاس مال ہو اور کمائی کا ذریعہ بھی ہو لیکن وہ اسے کفایت نہ کرتا ہو۔ امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ جس کیلئے کوئی چیز نہ ہو اور وہ بالقوۃ سوال کرنے کی طرف محتاج ہو۔

۳۔ عامل :۔

وہ جو زکاۃ کیلئے کام کرتے ہیں اور وہ اس کی طرف محتاج ہوں جیسے قسام' کاتب' محافظ' اندازہ کرنے والے' حساب کرنے والے۔

۴۔ المئولفتہ قلوبھم :۔

وہ ماتحت غیر مسلم لوگ جن کو اسلام کی رغبت کے لئے تالیف قلبی کے طور پر دی جا سکتی ہے۔ وہ لوگ اس میں شامل ہیں۔

۵۔ الرقاب :۔

غلام آزاد کرنا یا کتابت کرنے والوں کی اعانت کرنا۔

۶۔ الغارمون :۔

وہ قرض دار جو اگر اپنے مال سے پورا قرض ادا کر دیں تو فقیر ہو جائیں اور ان کے لئے سوال کرنا جائز ہو جاتا ہے۔

۷۔ فی سبیل اللہ :۔

یہ لفظ قرآن مجید میں عام ہے لیکن جمہور علماء سلف کے ہاں اس سے مراد اللہ کی راہ میں جہاد اور غزوۃ ہے۔

۸۔ ابن السبیل :۔

مسافر خواہ وہ اپنے شہر میں غنی ہی ہو لیکن سفر میں کسی مصیبت کا شکار ہو جائے۔

نوٹ :۔

زکاۃ کو ایک یا بعض مصارف میں تقسیم کرنا صحیح ہے جبکہ تمام مصارف میں مستحب ہے اور غنی، مکتسب قوی، آل محمد، موالی محمد، والدین، اولاد، کافر، بیوی وغیرہ کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔ جبکہ شوہر کو دینا افضل ہے۔ جیسا کہ بخاری و مسلم ہے کہ حضرت زینب نے اپنے خاوند ابن مسعود کو دی تو آپ نے فرمایا اس کے لئے دو اجر ہیں ایک رشتہ داری کا ایک صدقہ کا۔ اسی طرح رشتہ داروں کو دینا بھی افضل ہے۔

اجتماعی فوائد

یوں تو زکوۃ کے انفرادی فوائد بہت ہیں مثلاً اصلاح اخلاق، جذبہ سخاوت، مال کی پاکیزگی و حفاظت، اجر عظیم کا ذریعہ، آخرت میں عذاب سے بچاؤ، مال میں برکت، بخل سے بچاؤ، گناہ سے پرہیز اور تزکیہ نفس وغیرہ وغیرہ۔

لیکن اجتماعی فوائد بھی بہت ہیں۔ جن میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اصلاح اخلاق :-

یہ جذبہ نفس اور اصلاح اخلاق کا ذریعہ بنتی ہے یہ بخل، کمینہ پن، لالچ اور خود غرضی وغیرہ۔ بری صفات سے جو کہ باہمی عداوت، بغض و حسد، دشمنی، ظلم، فتنوں اور جنگوں کا باعث بنتی ہے۔ انسان کو باز رکھتی ہے۔

(۲) دولت کی منصفانہ تقسیم :-

اس سے مال و دولت سب میں پھیلتا ہے اور اس پر کسی ایک فرد یا گروہ کی اجارہ داری قائم نہیں ہونے پاتی قرآن میں ہے کی لا دولتہ بین الاغنیاء منکم کہ دولت صرف مالداروں میں ہی نہ رہ جائے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے معاذ کو کہا تھا

تؤخذ من اغنیا ئھم فترد علی فقرا ئھم

(۳) غریب پروری :-

اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کی مدد کریں۔ کوئی ننگا، بھوکا اور ذلیل نہ ہو۔ امیر غریبوں کو سنبھالیں۔ کوئی شخص اپنی دولت کو عیش و آرام ہی پر نہ اڑا دے بلکہ

یتیموں' بیواؤں اور محتاجوں کا حق جانے۔ کام کی قابلیت والے کام کر سکیں' یہ غریبوں کے بچوں کا حق ہے کہ وہ غربت کے باعث تعلیم سے نہ رہ جائیں۔

(۴) اقتصادی توازن :۔

اس سے معاشرے میں اقتصادی توازن رہتا ہے۔ معاشی ناہمواری ایک بہت بڑا روگ ہے۔ اسلام یہ نہیں چاہتا کہ امیر' امیر تر اور غریب' غریب تر ہوتے جائیں بلکہ دولت کی صحیح تقسیم اور توازن چاہتا ہے۔

(۵) معاشی مسئلہ کا حل :۔

معاشی مسئلہ انسان کیلئے ایک درد سر ہے۔ بے شمار لوگ نان شبینہ کے محتاج ہیں۔ زکوۃ کی بنیاد پر اگر اسلام کا معاشی نظام نافذ کر دیا جائے تو معاشی مسئلہ بطریق احسن حل ہو سکتا ہے اور خوشحالی کا دور دورہ ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور حکومت میں اس کی وجہ سے خوشحالی ہو گئی تھی۔

(۶) افرادی قوت :۔

کسی ملک کی ترقی کا انحصار مال و دولت یا اسلحہ پر نہیں بلکہ افرادی قوت پر ہوتا ہے۔ غربت و افلاس سے ہزاروں افراد تعلیم و تربیت سے محروم رہتے ہیں۔ مگر اسلام کے ذریعے قوم کی افرادی قوت کو مضبوط اور مستحکم کر دیا گیا۔

(۷) بیروزگاری کا خاتمہ :۔

اس سے بیت المال میں دولت آتی ہے اور حکومت زکاۃ کے ساتھ افراد سے تعاون کرتی ہے جس سے افراد اپنے پاؤں پر کھڑے ہوتے ہیں اور بیروزگاری ختم ہو جاتی ہے اور معاشرہ و فساد سے بچ جاتا ہے۔

(۸) دولتمندی کی بیماریوں کا علاج :۔

اسلامی تعلیم کے مطابق نفس دولت خیر و شر نہیں بلکہ اس کا درست و نادرست طریقہ حصول اور جائز و ناجائز مصرف خیر و شر ہے کہ اگر صحیح طریقہ اپنائے گا تو بھلائی ہے ورنہ بری اور

شرانگیز ہے۔ اخلاقی خوبیاں اور برائیاں امیر و غریب کے لئے یکساں ہیں۔ ایک سخی و فیاض امیر اور قناعت پسند اور صابر و شاکر غریب ایک ہی درجہ پر ہیں۔ اسی طرح متکبر بخیل امیر اور خوشامدی اور لالچی فقیر ایک ہی سطح پر ہیں۔ اسلئے ضروری تھا کہ دولت کے ساتھ ساتھ امیر کی اخلاقی اصلاح کی جائے اور غریب و فقیر کی امداد کیساتھ ان کے اخلاق و عادات کی اصلاح کی جائے۔ اسلام میں زکوۃ اسی دو طرفہ اصلاح کا نام ہے کہ لوٹ، کھسوٹ و سود کی ممانعت اور دولت کی مساوی تقسیم ہو۔

(۹) اشتراکیت کا علاج :۔

بعض طبقے نہایت دولت مند ہو جاتے ہیں اور کسی کو روٹی کا سوکھا ٹکڑا بھی نہیں ملتا۔ اس کے حل کیلئے بعض لوگوں نے سوشلزم اور اشتراکیت کا سہارا ڈھونڈا، لیکن یہ نظام غیر فطری ہونے کے باعث ناکام رہا۔ اسلام نے اعتدال کی راہ اختیار کی اور ایسا عادلانہ معاشی و اقتصادی نظام دیا جو اس کا بہترین حل پیش کرتا ہے۔ ذاتی ملکیت کو بھی انسان کا فطری حق قرار دیا اور سرمایہ کو چند افراد کے ہاتھوں میں جانے سے بھی روکا۔ مثلاً سود حرام قرار دیا، متروکہ جائیداد کی تقسیم اور زمینداری کا نظام وغیرہ آج بھی زکوۃ و صدقات پر مبنی عادلانہ اقتصادی نظام معاشی مسئلہ کا بہترین حل ہے۔

(۱۰) اقتصادی و تجارتی فائدے :۔

زکوۃ میں روحانی و اخلاقی فوائد کیساتھ اقتصادی و تجارتی فوائد بھی پیش نظر رکھے گئے ہیں۔ زکوۃ ان چیزوں پر واجب ہے جو ایک مدت تک اپنی حالت پر رہیں۔ ان میں افزائش کی صلاحیت ہو۔ شریعت کے پیش نظر ہے کہ لوگ اپنے سرمایہ کو بے کار نہ رکھیں بلکہ محنت، کوشش اور جدوجہد سے اس کو ترقی دیں ورنہ اصل سرمایہ میں سال بسال کمی ہوتی جائے گی۔ اسی طرح زکوۃ کا مقصد یہ بھی ہے کہ تجارت و زراعت کو جو دولت کا اصل سرچشمہ ہیں ترقی دی جائے کیونکہ جب آدمی کو سال بعد زکوۃ دینی پڑے گی تو وہ منافع کیلئے محنت کرے گا تاکہ اصل سرمایہ بھی محفوظ رہے۔ صحابہ کرامؓ اسی لئے تجارت و کاروبار میں مصروف رہتے تھے۔

مزید فوائد :-

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے فوائد اجتماعی ہیں مثلاً بداخلاقی کا خاتمہ' مسلمانوں کی فساد و فتنہ سے حفاظت کہ زکوۃ سے اخلاقی جرائم کم ہوتے ہیں۔ مثلاً چوری' ڈاکہ' غصب اور لوٹ کھسوٹ۔ اسی طرح آپس میں بھائی چارہ کہ زکوۃ آپس میں غم خواری' رحم دلی' تعاون اور مہربانی کو فروغ دیتی ہے۔ محتاج افراد کی حاجات کو پورا کرنے میں مدد دیتی ہے۔ اہل ثروت کا مستحقین کو زکوۃ دینا اس کا فائدہ بھی مسلمانوں کی جماعت کو ہے کہ معاشرے میں خیر ہی خیر ہو جاتی ہے۔ زندگی خوشحال ہو جاتی ہے اتحاد و اتفاق کا دور دورہ ہوتا ہے۔ فقر اور محتاجی کے پاٹوں میں پسنے والے لاغر قسم کا مسلمان ترو تازہ ہو جاتا ہے۔ اور ان کی زندگی خوشگوار ہو جاتی ہے۔

بقیہ : ایاس بن معاویہ رضؓ

جانتے ہو کہ یہ کونسی رات ہے؟" انہوں نے کہا" ہر گز نہیں" تو انہوں نے فرمایا" اسی رات میرے باپ نے اپنی عمر پوری کی تھی" پھر جب اہل خانہ نے صبح کی تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے پاس بلا چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ قاضی ایاس پر رحمت کرے! وہ زمانے کی نادر و بے مثال شخصیت تھے اور ذہانت' زود فہمی' حق سے متعلق بحث و تمحیص اور اس کی تہہ تک پہنچنے کے لحاظ سے زمانے کے عجائبات میں سے ایک حیرت انگیز حیثیت کے مالک تھے۔

بقیہ : اداریہ

ہیں۔ خاص طور پر اگر بڑے بڑے جامعات میں سے چند ایک ہی ان امور کو ملحوظ رکھ کر اپنے ادارہ میں اصلاحات فرمالیں تو انشاء اللہ بہترین نتائج اور ثمرات حاصل ہو سکتے ہیں۔